Hazara Islamicus, Vol.:11, Issue: 01,Jan-june 2022
PP: 18-32

OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

سیرت نگاری میں محدثانہ منہج واسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Muhaddithin Methodology & Style in Seerah

Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor, Department of Hadith, AIOU, Islamabad,

Dr.Muhammad Rafiq
Lecturer, Department of Seerat Studies, AIOU, Islamabad

Abstract

The Seerah of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) is the most beloved, the truest and the highest biography of this world. The Companions had preserved the sayings and deeds of the Messenger of Allah and every aspect of his life. Every one of the Companions wanted to follow the Holy Prophet (PBUH) in all actions of his life. Therefore, no aspect of his life is hidden. They preserved the Seerah with their actions (Practice) and sayings (preaching). Some of the Companions had also preserved some aspects of Seerah in book form. Urwa Ibn Zubayr compiled the earliest compiled book on Seerah. After that, different Scholars and biographers wrote Seerah books in various styles such as historical, mystical, literary and Muhaddithin style.

In this article, we have not only explained in detail the reality and distinctions of Muhaddithin method and style but also analyzed a few books written on Muhaddithin style in Arabic and Urdu literature.

Keywords*: Sira of the Prophet, Sira Books, Muhaddithin method & style, Distinctions.*

علوم وفنون کے میدان میں سیرت نگاری بھی ایک الگ فن ہے جو کہ علم حدیث کی طرح روایت و درایت کے اصول و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے اوراق کا حصہ بننے کا متقاضی ہے۔اس لئے کتب تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض

سیرت نگاروں کی طرف سے روایت و درایت کے اصولوں کی پوری طرح پابندی نہ کرنے کی وجہ سے سیرت کے لٹریچر میں بہت ساری مشتبہ، کمزور اور موضوع روایات بھی داخل ہو گئیں ہیں جس کی وجہ سے اسلام مخالف افراد کی طرف سے مختلف نوعیت کے اعتراضات کئے گئے ہیں۔ سیرت نگاری میں آپ ﷺ کی ذات اقدس کے سوا کوئی دوسری ایسی شخصیت دکھائی نہیں دیتی جس کی زندگی کے تمام تر پہلوؤں کو نہ صرف ان کے پیروکاروں اور ماننے والوں نے مکمل جامعیت اور تحقیقی اسلوب کے ساتھ محفوظ و مدون کیا ہو، بلکہ منکرین رسالت نے بھی آپ ﷺ کے بچپن سے لے کر وفات تک کے احوال و آثار پر کتابیں تحریر کی ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت کو خود اللہ تعالی نے قرآن کریم میں تمام انسانیت کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالی نے قیامت تک آنے والے انسانوں کو مکمل جامعیت اور شفافیت کے ساتھ آپ ﷺ کی ہر ادا اور ہر قول و فعل سے باخبر کرنے کے لئے ایسی جماعت کا انتظام فرمایا جو شجاعت، صداقت، دیانت، ذہانت، محبت، قوت اور حفظ و ضبط جیسی خصوصیات سے مزین تھی، جس نے آپ ﷺ کے اقوال و افعال اور پسند و ناپسند کو آپ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ کے ساتھ محفوظ کر لیا۔ دراصل آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہی تمام اسلامی علوم و فنون کا سرچشمہ ہے، اسی سے امت کے ایک بڑے طبقے محدثین نے احادیث مبارکہ اخذ کیں، ان کی روایت اور نقل و تدوین کو اپنی زندگی کا اصل سرمایہ قرار دیا، جبکہ فقہاء نے ان احادیث سے فقہی احکام و مسائل کے استنباط کو اپنا موضوع سُخن بنایا۔ اسی طرح امت کے ایک بہت بڑے طبقے مؤرخین اور اصحاب سیر نے ہر دور میں مختلف زبانوں میں سیرت النبی ﷺ کو اپنی تحقیق و تصنیف کا مرکز و محور بنایا۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر تصنیف و تالیف کا آغاز سب سے پہلے عربی زبان میں ہوا جو بعد میں فارسی، ترکی، اردو اور دیگر زبانوں تک پھیل گیا اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر مؤرخانہ، صوفیانہ، فلسفیانہ، ادبانہ، شاعرانہ اور محدثانہ وغیرہ جیسے مختلف اسالیب سے کتب تحریر کی گئیں۔

اس مقالے میں سیرت نگاری میں محدثانہ اسلوب و منہج کی خصوصیات اور ممیّزات اور عربی اور اردو زبان میں لکھی گئی منتخب کتب کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ جس سے سیرت نگاری کے میدان میں محدثانہ منہج و اسلوب کی اہمیت اور اصولوں کی بھی نشاندہی ہو جائے گی۔ مزید یہ کہ ایسے کون سے سیرت نگار ہیں جنہوں نے اپنی کتابوں میں محدثانہ منہج و اسلوب اور اسی طرح روایت و درایت کے اصولوں کو اپنایا ہے۔ کیونکہ کسی بھی روایت کو آگے نقل کرنے سے پہلے اس کی تحقیق نہایت ضروری ہے اور اس اصول روایت کو قرآن کریم نے بھی واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے چنانچہ سورہ الحجرات میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

" یٰا یُّہَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِنْ جَآء کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْآ اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَہَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَافَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ "[1]

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو دانستہ نقصان پہنچا بیٹھوں اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

علامہ شبلی نعمانیؒ فن روایت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ "جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام راویوں کا نام بہ ترتیب بتایا جائے۔ اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق

کیا جائے کہ جو اشخاص سلسلۂ روایت میں آئے وہ کون لوگ تھے ؟کیسے تھے ؟کیا مشاغل تھے ؟ چال چلن کیسا تھا؟ حافظہ کیسا تھا؟ سمجھ کیسی تھی؟ ثقہ تھے غیر ثقہ ؟ سطحی الذہن تھے یا دقیقہ بین؟ عالم تھے یا جاہل تھے ؟2

اصول روایت کے ساتھ اصول درایت کو بھی قرآن کریم میں واقعہ افک کے ضمن میں بیان فرمایا ہے کہ جب منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی اور اس خبر اور تہمت کو اس قدر مشہور کر دیا جس کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ جیسے صحابی بھی قاذفین تہمت میں شریک ہوئے۔قرآن کریم کی سورہ نور کی آیت نمبر 16 میں اس کی تصریح یوں کی ہے:

" وَلَوْلَآ اِذْسَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّايَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَاسُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ"

اور جب تم نے سنا تو یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سبحان اللہ، یہ تو ایک بہتان عظیم ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالی نے اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ آپ لوگوں نے اس خبر کے سننے کے بعد کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو صریح بہتان ہے یعنی اس قسم کا خلاف قیاس واقعہ جو بھی بیان فرمائے تو قطعی طور بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یہ غلط ہے۔ غرض یہ کہ سیرت نگاری میں روایت ودرایت کے اصولوں کو اپنانا بہت ضروری ہے جس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔علامہ شبلی نعمانیؒ نے سیرت نگاری میں اصول روایت اور درایت کی اہمیت اور ضرورت کو مختلف دالائل کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔[3]

کتب سیرت کے تجزیاتی مطالعہ سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ محدثانہ اسلوب کیا ہوتا ہے اور محدثانہ اسلوب کے ممیّزات کیا ہوتے ہیں۔

محدثانہ اسلوب کی حقیقت اور ممیزات

علوم اسلامیہ سے وابستہ اہل علم حضرات کی علمی کاوشوں اور زندگی کے شب و روز میں غور و فکر کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بعض افراد ایسے ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی خدمت، درس وتدریس اور تصنیفات کو ہی اپنا شعار زندگی بنایا ہے جبکہ بعض اشخاص نے قرآن وحدیث سے فقہی احکام کے استنباط کو اپنا مقصد حیات بنایا ہے اسی طرح بعض اہل علم نے حدیث کی تحقیق وتنقیح اور درس وتدریس کو شعار زندگی بنایا ہے۔دراصل حدیث سے مشغولیت رکھنے والے حضرات پر محدثانہ رنگ اس قدر غالب آجاتا ہے کہ ان کی عام معمولات زندگی بھی حدیث کی رنگ میں رنگا جاتا ہے ان کی معاشرتی زندگی اور ان کا انداز گفتگو بھی محدثانہ ہو جاتا ہے۔اس حوالے سے مولانا ادریس کاندھلویؒ کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ سے کسی نے کہا کہ حضرت آپ اخبار کیوں نہیں پڑھتے ہو،آپ نے جواب میں فرمایا: کہ اخبار میں جو خبر آتی ہے کہ فلاں جگہ پر یہ واقعہ پیش آیا لیکن خبر کو نقل والے راوی کی حالت معلوم نہیں ہوتی ہے اور یہ کہ وہ راوی ثقہ ہے یا ضعیف، اُس کی خبر کو قبول کیا جائے یا پھر رد کیا جائے؟"[4]

اس لئے کوئی بھی محدث جب کسی اور علم وفن پر لکھنے کے لئے قلم اٹھاتا ہے تو اس کا محدثانہ رنگ اس علم وفن میں بھی نمایاں رہتا ہے۔ مثلاً سیرت کے موضوع پر لکھنے والے محدثین نے سیرت نگاری میں بھی محدثانہ اسلوب کو اختیار کیا ہوتا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ سیرت کے حوالے سے کام کرنے والے حضرات دراصل حدیث کے متخصص ہوتے ہیں۔ ایسے اہل علم حضرات نے سیرت نگاری میں بھی اصول حدیث کو مد نظر رکھا اور سیرت کے حوالے سے مواد کے جمع کرنے میں بھی جرح و تعدیل کے قواعد و ضوابط، اسانید کی جانچ پڑتال، اور روایت و درایت کے اصول و ضوابط کو ہمیشہ سے مد نظر رکھا۔

محدثانہ منہج واسلوب سے کیا مراد ہے اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ ان کو ترتیب وار ان الفاظ میں بیا کیا جاسکتا ہے:

روایات کے ذکر کرنے میں احتیاط

محدثین کا روایات کے ذکر کرنے میں بنیادی اصول یہ رہا ہے کہ روایات کے ذکر کرنے میں احتیاط سے کام لیا جائے تا کہ صحیح احادیث کے ساتھ ضعیف اور موضوع روایات مشتبہ نہ ہو جائے۔ کثرت احادیث کی شوق میں کہیں پر رطب و یابس کو جمع نہ کر لیا جائے۔ تقریبا ہر محدث نے اپنی کوشش کی حد تک احتیاط سے کام لیا ہے اور انہوں نے صرف صحیح اور مستند احادیث کو اپنی کتابوں میں نقل کرنے کا اہتمام کیا ہے لیکن یہ اور بات ہے کہ کوئی روایت مؤلف کی تحقیقی کی حد تک تو صحیح ہو لیکن حقیقت میں وہ ضعیف ہو جس کی مثالیں کثرت سے موجود ہیں۔ محدثین کی اس طرز عمل کو سیرت نگاروں نے بھی اپنی کتابوں میں اپنایا ہے اور انہوں نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ سیرت کے حوالے سے صحیح احادیث کا خاص خیال رکھا جائے گا۔

علامہ ابن الجوزیؒ نے بھی اپنی کتاب "الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ" کے مقدمے میں یہ بات ذکر کی ہے "کہ میں کثرت روایات کی طلب میں ایسا نہیں کروں گا کہ صحیح اور ضعیف، موضوع روایات کو خلط ملط کروں۔ کیونکہ جس شخص کے لئے اللہ تعالی نے ہدایت کا فیصلہ فرمادیا ہے اس کے لئے تو صحیح احادیث ہی کافی ہیں"۔[5]

روایات کو پوری سند کے ساتھ ذکر کرنا

محدثین کا حدیث کے ذکر کرنے میں طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ وہ روایات کو مکمل سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر اختصار کی بناء پر سند کے بعض اجزاء کے ذکر کرنے پر اکتفاء کر لیتے ہیں لیکن عمومی طور پر پوری سند ذکر کرتے ہیں۔ بعض کتب سیرت میں بھی اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ مؤلفین نے روایات کو مکمل سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس حوالے سے اگر امام بلاذری کی "انساب الاشراف" کو دیکھا جائے تو انہوں نے اپنی کتاب میں محدثین کی طرز پر پوری سند کے ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ 6 دراصل سیرت نگاری میں محدثانہ اسلوب اختیار کرنے والے اس بات کو مد نظر رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات بابرکت سے متعلق جو بھی کلام ہو اس کو مکمل سند کے ساتھ ذکر کیا جائے اور سند میں کسی قسم کا انقطاع نہ ہو تا کہ آپ ﷺ کی طرف نسبت کرنے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔

روایت کے دیگر طرق کو ذکر کرنا

کتب احادیث میں محدثین کا طرز بیان یہ ہوتا ہے کہ وہ روایات کی دیگر طرق کو بھی ذکر کرتے ہیں جس سے روایات کے متن میں کمی وزیادتی اور تقدیم وتاخیر کا علم ہو جاتا ہے۔ اور واقعہ کی پوری حقیقت بھی سامنے آجاتی ہے۔ اس لئے کتب سیرت میں بھی محدثین کے اس طرز عمل کو اپنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر امام بلاذری نے "انساب الاشراف" میں بعثت نبوی کے بعد آپ ﷺ کی مکہ اور مدینہ میں عرصہ قیام کے حوالے مختلف روایات کو مکمل سند کے ساتھ ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے جس سے عرصہ قیام کے حوالے سے تمام تر روایات میں فرق واضح طور پر سامنے آجاتا ہے۔ [7]

راجح و مرجوح روایات کا تعین

روایات کے مابین راجح و مرجوح کا تعین کرنا اور کسی ایک کو ترجیح دینا یہ بھی علماء محدثین کا خاصہ رہا ہے۔ روایات کے مابین جب تعارض ہو جائے علماء محدثین کے ہاں کسی کو راجح قرار دینے کے لئے وجوہ ترجیح مقرر ہیں۔ بعض اہل علم کا طریقہ کار یہ

ہوتا ہے کہ وہ کسی مسئلہ میں صرف اہل علم حضرات کے اقوال پر اور اسی طرح مختلف روایات کے ذکر کرنے پر اکتفاء کر لیتے ہیں اور کسی ایک قول یا روایت کو ترجیح نہیں دیتے ہیں لیکن بعض اہل علم متعارض روایات میں راجح روایت کی تعین بھی کر دیتے ہیں اور ساتھ میں وجوہ ترجیح کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سیرت نگاری میں بھی بعض اہل علم نے یہی منہج اپنایا ہے کہ کسی مسئلہ اور سنت سے متعلق روایات کے تعارض کے وقت مختلف روایات کو ذکر کیا ہے پھر ان میں سے راجح روایت کی تعین بھی کی ہے۔ مثلا؛ ابن الجوزیؒ نے نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی پہننے سے متعلق مختلف روایات کا احاطہ کیا ہے آپ کے نزدیک راجح یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عادت وسنت بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی تھی اور اس حوالے سے آپ نے کئی ساری روایات ذکر کی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جن روایات میں دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا ذکر ملتا ہے ابن الجوزیؒ نے ان روایات کے ضعیف ہونے کو بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "آپ ﷺ کی انگوٹھی پہننے سے متعلق روایات مختلف ہیں بعض سے دائیں ہاتھ میں اور بعض سے بائیں ہاتھ میں پہننے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ لیکن حدیث کی راویوں میں سے محمد بن عباد ضعیف ہیں اور دوسرے ابن مامون بھی کمزور اور معمولی درجے کے راوی ہیں۔ جبکہ امام بخاریؒ نے ان کے "ذاہب الحدیث" ہونے کو بھی بیان کیا ہے۔ لہٰذا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے والی روایت صحیح ہے۔[8]

تعارض روایات کے وقت بعض محدثین کا طریقہ کار یہ بھی ہوتا ہے کہ راجح قول وروایت کو صیغہ معروف (قال، یقول) سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ مرجوح روایات کو صیغہ تمریض اور مجہول (قیل، یُقال) کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے کہ صیغہ تمریض والی روایت میرے نزدیک ضعیف یا پھر مرجوح ہے اور معروف صیغے سے نقل کی گئی روایت صحیح اور راجح ہے۔ یہی طریقہ ابن کثیر، ابن الجوزیؒ، امام بلاذری اور ابن ہشام وغیرہ سیرت نگاروں نے بھی بعض مقامات پر اپنایا ہے۔ جس سے روایت کی صحت اور ضعف کا تعین ہو جاتا ہے۔

روایات کا تکرار

بعض سیرت نگاروں نے بھی اپنی کتابوں میں محدثانہ منہج واسلوب کو اپناتے ہوئے واقعات کے ذیل میں روایات میں تکرار کا التزام بھی کیا ہے۔ جیسا کہ محدثین کے ہاں یہ طریقہ رہا ہے کہ انہوں نے مختلف احادیث کو موضوع کی مناسبت سے بار بار ذکر کیا ہے کیونکہ بعض احادیث ایسی ہیں جن سے ایک سے زیادہ مسائل اور احکام مستنبط ہوتے ہیں تو علمائے محدثین نے ان روایات کو موضوع اور مسئلے کی مناسبت سے مختلف مقامات پر مکرر ذکر کیا ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں کثرت سے یہ طریقہ اپنایا ہے اور اسی تکرار کی بناء پر کتاب کے اندر احادیث کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ کیونکہ ایک ہی حدیث کو بعض اوقات پانچ سے 10 مقامات پر موضوع و موقع کی مناسبت سے ذکر کرتے ہیں۔ مثلا؛ ام حارثہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ کی روایت جس کو امام بخاریؒ نے کتاب المغازی اور کتاب الرقاق وغیرہ میں نقل کیا ہے۔[9] اسی طرح سیرت کی کتابوں میں بھی واقعات کا تکرار پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کسی واقعہ کا تعلق چند موضوعات سے یا چند اشخاص سے ہوتا ہے تو سیرت نگار اس واقعہ سے متعلق جب کوئی روایت ذکر کرتا ہے تو اسی روایت کو دوبارہ سے کسی دوسرے شخص کی مناسبت سے ذکر کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر امام بلاذریؒ نے ہجرت کے واقعات کے ضمن میں حضرت علی رضی اللہ کی ہجرت کا قصہ بھی

ذکر کیا ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ کے ترجمہ میں پھر سے اعادہ کیا ہے اسی طرح کے دیگر واقعات میں سے کلید کعبہ کی حضرت عثمان بن ابی طلحہ کے حوالے کرنا 10 وغیرہ ہیں۔

روایات کے مابین جمع و تطبیق

علوم الاحادیث میں سے ایک اہم موضوع علم مختلف الحدیث بھی ہے جس کو اختلاف الحدیث، تاویل مختلف الحدیث اور تلفیق الاحادیث وغیرہ سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ مختلف فیہ روایات سے مراد دو ایسی مقبول روایات جو معنوی اعتبار سے موافق ہونے کے باوجود بظاہر متعارض ہوں (کیونکہ احادیث مبارکہ میں حقیقی تعارض محال ہے) تو ایسی روایات کے مابین ظاہری باہمی مخالفت کو رفع کرکے تطبیق دینا اور دونوں روایات کے مطابق فتویٰ دینا ہی تعارض اور تناقض کو رفع کرنا ہے۔[11] اس میں دو رائے نہیں ہو سکتی کہ علمائے محدثین نے مختلف فیہ روایات کے مابین جمع و تطبیق کی بھرپور کوشش کی ہے۔ کیونکہ کسی ایک روایت کو رد یا ترک کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ان دونوں کو جمع کیا جائے اور دونوں روایات کو الگ الگ مفہوم میں لیکر ان پر کسی حد تک عمل کیا جائے۔ مثال کے طور پر بیماری کے متعدی ہونے نہ ہونے سے متعلق دو مختلف قسم کی روایات ملتی ہیں بعض سے بیماری کا متعدی ہونا جبکہ بعض سے متعدی نہ ہونا ثابت ہوتا ہے[12] ایسے دو مختلف متعارض احادیث کے مابین جمع و تطبیق کرنا ایک مقبول اور راجح عمل ہے اس لئے محدثین نے یہاں پر بھی دونوں احادیث میں جمع و تطبیق کی کامیاب سعی کی ہے اور دونوں قسم کی روایات کو الگ الگ معنیٰ و مفہوم میں بیان کرکے دونوں کے صحیح ہونے کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

کتب سیرت میں بھی بعض سیرت نگاروں نے بھی مختلف فیہ روایات کے مابین تطبیق کی کوشش کی ہے۔ مثال کے طور پر ابن کثیرؒ نے "البدایہ والنہایہ" میں وحی کی ابتدائی آیات سے متعلق صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ کی روایت نقل کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ پر پہلی وحی سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات کی شکل میں اتری تھی 13۔ لیکن دیگر روایات سے سورہ علق کی ابتدائی پانچ آیات کا نازل ہونا ثابت ہوتا ہے۔[14] حافظ ابن کثیرؒ نے ان دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کی کوشش کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ والی روایت "فترہ وحی" متعلق ہے یعنی یہ سب سے پہلی وہ آیات ہیں جو بندش وحی کے بعد نازل ہوئی تھی اور وہ سورہ مدثر کی ابتدائی آیات ہیں۔[15]

بیان نوع الحدیث

محدثین کرام میں سے بعض نے احادیث کو روایت کرنے کے بعد اس حدیث کی نوعیت کو بھی بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر امام ترمذیؒ حدیث نقل کرنے کے بعد حدیث کی نوعیت کو بیان کرنے کے لئے مختلف قسم کی تعبیرات کا استعمال کرتے ہیں جس سے حدیث کا درجہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ کبھی "ھذا حدیث حسن"[16]، کبھی "ھذا حدیث صحیح حسن"، "ھذا حدیث حسن صحیح"، "ھذا حدیث حسن غریب"[17] اور کبھی "ھذا حدیث غریب"[18] جیسے الفاظ کے ساتھ حدیث کی نوعیت بیان کر دیتے ہیں۔

اسی طرح سیرت پر کام کرنے والے اہل سیرت نے بھی محدثانہ منہج و اسلوب کو مد نظر رکھتے ہوئے احادیث کو بیان کرنے کے بعد حدیث کی نوعیت اور صفت بھی بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر حافظ ابن کثیرؒ "البدایہ والنہایہ" میں حدیث نقل کرنے کے بعد حدیث کی نوعیت کو " صحیح، حسن، غریب، منکر، موقوف اور مرسل وغیرہ جیسے الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً؛ شمائل نبوی سے متعلق حافظ ابو یعلیٰؒ سے اس سند کے ساتھ حدیث روایت کی ہے: حدثنا بسر، حدثنا جلیس بن غالب،

حدثنا سفیان الثوری، عن ابی الزناد، عن الاعرج، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ۔۔۔ (الحدیث) اس طرح سے حدیث نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں: "ھذا حدیث غریب جدا"۔[19]

سیرت سے متعلق عربی، انگریزی، ترکی، جرمن، فارسی اور اردو جیسی بڑی زبانوں میں سینکڑوں کتابیں تصنیف کی گئی ہیں۔ جن میں سے بعض کئی جلدوں میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ مثلا عربی میں سیرت بن اسحاق، حافظ ابن کثیرؒ کی "السیرۃ النبویہ"، امام بلاذری کی الانساب، علامہ ابن الجوزی کی الوفاء باحوال المصطفیٰ اور قاضی عیاض کی الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ وغیرہ۔ اور اسی طرح اردو زبان میں بھی سیرت پر لکھی جانے والی مشہور تصنیفات میں سے سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانیؒ، سیرت المصطفیٰ از مولانا ادریس کاندھلویؒ، اصح السیر فی ہدی خیر البشر از مولانا ابو البرکات عبد الرؤف دانا پوریؒ، سیرت احمد مجتبی از شاہ مصباح الدین مجتبی، سیرت مصطفی از مولانا محمد ابراہیم، الرحیق المختوم از مولانا صفی الرحمان مبارکپوری، محسن انسانیت از نعیم صدیقی وغیرہ۔

عربی سیرت نگاری میں محدثانہ اسلوب

تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرت نگاری کے میدان میں سب سے پہلے عربی زبان میں کتابیں تصنیف کی گئی اس کے بعد دیگر زبانوں میں تصنیفات کا سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ تدوین سیرت کے حوالے سے سب سے نمایاں نام اور مقام حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ کا ہے۔ اس کے بعد آپ کے شاگرد امام زہریؒ جو سیر و مغازی کے نامور مؤرخ تھے اور پھر امام زہریؒ کے آخری شاگرد محمد بن اسحاقؒ کو علوم سیرت میں بڑا مقام حاصل رہا اور انہوں نے تین ضخیم جلدوں میں سیرت پر کتاب لکھی۔ یہ ایک جامع اور مکمل کتاب ہونے کے ساتھ سیرت اور مغازی میں اولین ماخذ بھی ہے۔ ابن ہشام نے سیرت ابن اسحاق کا ملخص کیا اور ان پر نقد واستدراک کیا بعض ان روایات اور واقعات کو بھی درج کیا جو ابن اسحاق سے رہ گئی تھی۔ اس کے بعد سیرت نگاروں میں محمد بن عمر الواقدی کا نام قابل ذکر ہے انہوں نے اپنی زندگی بھر کی کاوش سے سیرت کے فن کو چار چاند لگا دیئے۔ آپ نے مغازی کے علاوہ سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو اپنی تحقیق کا موضوع سُخن بنایا۔ اور اس کے بعد تصنیفات کا سلسلہ جاری رہا۔ عربی سیرت نگاری میں بعض کتابیں ایسی ہیں جن کو مستقل طور پر محدثانہ منہج واسلوب کے تحت تو نہیں لکھا گیا ہے لیکن ان کی طرز تصنیف سے کسی حد تک محدثانہ منہج اسلوب کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ کی السیرۃ النبویہ

علامہ ابن کثیرؒ ایک عظیم مفسر ہونے کے ساتھ ایک کامل محدث اور مؤرخ بھی تھے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ ابن کثیرؒ نے متون حدیث اور رجال حدیث کی تحقیق اور تمحیص میں نہایت گہرائی سے مطالعہ کیا اور زندگی کا طویل عرصہ اسی میں صرف کیا۔ آپ حاضر دماغ تھے آپ کی بہت ساری تصانیف آپ کی حیات مبارکہ میں ہی شائع ہو گئی تھی۔ لوگ قیامت تک آپ کی تصنیفات سے مستفید رہیں گے۔[20] علامہ ابن کثیرؒ کی کتاب "السیرۃ النبویہ" دراصل البدایہ والنہایہ کا ایک حصہ ہے جو بعد میں چار الگ مستقل جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ آپ نے ایک محدث ہونے کی وجہ سے سیرت سے متعلق ان روایات اور احادیث کو ذکر کرنے کا اہتمام کیا جو معتبر اور مستند تھیں۔ اس کتاب میں ابن کثیرؒ نے آپ عرب دنیا کے زمانہ جاہلیت کے احوال و واقعات کے بعد آپ ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک پوری سیرت طیبہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ آپ نے السیرۃ النبویہ میں

محدثانہ منہج واسلوب کو اپنایا ہے چنانچہ آپ روایات کے ساتھ سند حدیث کا بھی اہتمام کرتے ہیں جیساکہ محدثین کا طرز عمل ہوتا ہے کہ وہ کسی روایت کو بغیر سند کے ذکر نہیں کرتے۔آپ موضوع سے متعلق صرف ان روایات کو لیتے ہیں جو محدثین کے ہاں معتبر اور مستند ہوں۔اس لئے آپ ابن اسحاق اور موسی بن عقبہ کی طرح تمام روایات کا احاطہ نہیں کرتے۔ابن کثیرؒ ضرورت اور موقع کی مناسبت سے رجال حدیث پر جرح بھی کرتے ہیں۔اسی طرح بعض مقامات پر حدیث کا درجہ بھی واضح کرتے ہیں لیکن سند حدیث پر کوئی جرح نہیں کرتے۔

علامہ ابن الجوزیؒ کی کتاب "الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ"

ابن الجوزیؒ کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے دیگر علوم اسلامیہ کے علاوہ سیرت نگاری کے میدان میں بھی کئی اہم کتابیں تالیف کیں ہیں۔آپ کو سیرت نگاری کے ساتھ کافی شغف تھا۔آپ نے نہ صرف آپ ﷺ کی سیرت سے متعلق کتابیں تصنیف کی ہیں بلکہ آپ نے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سعید ابن المسیبؒ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ جیسے کئی حضرات کی سوانح پر کتابیں تصنیف کیں۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے حوالے سے آپ نے "الوفا باحوال المصفطی ﷺ" کے نام سے کتاب ، کتب سیرت میں ایک جامع اور مستند کتاب ہے جس میں آپ نے سیرت طیبہ کی تمام تر پہلوؤں کو نہایت جامع اور مدلل انداز میں جمع کیا ہے۔کتاب کے پانچ سو ابواب میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ، ثبوت رسالت، فضائل و مناقب، اوصاف وخصائل، خصوصیات محمد، دلائل نبوۃ، معجزات، غزوات وغیرہ کو کافی حدتک محدثانہ منہج واسلوب کے ساتھ جمع کیا ہے۔البتہ آپ نے کتاب کی اختصار کی پیش نظر احادیث کی اسانید کو حذف کردیا ہے۔ابن الجوزیؒ دراصل ایک عظیم محدث بھی تھے اس کے علاوہ آپ کو علم جرح و تعدیل، راجح و مرجوح، ناسخ و منسوخ ، اسباب ورود حدیث میں بھی گہری واقفیت حاصل تھی۔اسی بناء پر آپؒ نے سیرت نگاری میں بھی محدثانہ منہج واسلوب کو اختیار کیا ہے۔آپ نے موضوع سے متعلق بہت ساری احادیث کو ذکر کیا ہے روایت کے ساتھ درایت کا بھی اہتمام فرمایا ہے لیکن عقل اور نقل کے تعارض کے وقت نقل کو عقل پر ترجیح دی ہے۔محدثین کی طرح احادیث کی صحت اور ضعف کے ساتھ راجح و مرجوع کا تعین، متعارض احادیث میں تطبیق کو شش، رواۃ کے حوالے سے علماء جرح و تعدیل کے اقوال بیان کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔مثلا؛ متعارض روایات میں تطبیق کے حوالے ہم ایک مثال کے ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔آپ ﷺ کے خضاب کے حوالے سے دو مختلف روایات کا تذکرہ ملتاہے ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ آپ ﷺ مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال کرتے تھے۔ جبکہ ابن عمر رضی اللہ کی روایت میں زغفران اور ارس کے خضاب کا ذکر ہوا ہے۔ابن الجوزیؒ نے ان دو روایات میں تطبیق کے حوالے سے لکھاہے کہ اگر ہم سے کوئی ان روایات میں اختلاف کی وجہ پوچھے تو ہم یہ جواب دیں گے کہ یہ اختلاف مختلف حالات کی وجہ سے ہے کبھی آپ ﷺ یہ خضاب استعمال کرتے اور کسی وقت دوسرا خضاب استعمال فرماتے۔[21]

ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب "زاد المعاد فی ھدی خیر العباد"

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے نقلی اور عقلی دونوں علوم میں کمال درجے کی مہارت عطا کی تھی۔ابن القیم رحمہ اللہ علوم شرعیہ میں اپنی مدعا کو دلائل کی روشنی میں پورے زور و شور کے ساتھ بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔آپ نے تقریبا ہر فن اور موضوع سے متلعق کوئی نہ کوئی کتاب یا رسالہ ضرور تحریر کیا ہے۔آپ کا اسلوب بیان نہایت عام فہم، سادہ اور

دلکش ہے۔ ابن القیم رحمہ اللہ کا دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہر وقت سرشار رہتا تھا اور اسی محبت اور عقیدت کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ نے اس دین مبین کی خاطر بہت ساری قربانیاں دیں آپ کو جیل کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑی لیکن کوئی آپ کے دل حُب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی کمی نہ لا سکے۔ آپ نے دیگر میادین علوم کی طرح سیرت نبوی میں "زاد المعاد فی ھدی خیر العباد" کے نام سے ایسی کتاب تصنیف کیں۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور اسوہ حسنہ کو پوری صحت واستناد کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ نے احادیث کی تشریح کے ساتھ حدیث کے دیگر طرق کو بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ مثال کے طور پر چاشت کی نماز سے متعلق آپ نے ۴۰ سے زیادہ مختلف روایات نقل کی ہیں۔[22] رواۃ حدیث پر جرح بھی کرتے ہیں۔ مثلا، نھاس بن قھم نے ابو ھریرۃ رضی اللہ سے چاشت کی نماز سے متعلق روایت نقل کی ہے۔ ابن القیم رحمہ اللہ نے راوی حدیث نہاس بن قھم کے بارے میں علماء الجرح والتعدیل میں سے یحی بن سعید، امام نسائی، ابن حبان اور دارقطنی جیسے اہل علم کے اقوال نقل کئے ہیں۔[23] اگر کہیں پر کوئی روایت موضوع ہے تو اس کی صراحت بھی کر دیتے ہیں۔ مثلا آپ نے یعلی بن اشدق کی روایات سے متعلق نسخہ کو موضوع قرار دیا ہے۔[24]

کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلا حصہ آپ ﷺ کے حلیہ، عادات وشمائل اور طرز زندگی پر مشتمل ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں آپ ﷺ کے غزوات ومجاہدات اور حالات وسوانح وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد اور یگانہ ہے۔

قاضی عیاض کی کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ"

قاضی عیاض رحمہ اللہ اپنے وقت میں حدیث، فقہ، ادیب، شاعر اور لغت کے امام تھے۔ آپ نے کئی اہم موضوعات پر کتابیں تالیف کی ہیں لیکن آپ کی سیرت نبویہ سے متعلق کتاب "الشفاء" کو بے پناہ شہرت حاصل ہوئی۔ آپ نے اس کتاب میں محدثین کی طرز پر موضوع سے متعلق صحیح احادیث کو ذکر کرنے کا کافی حد تک اہتمام کیا ہے۔ سیرۃ النبی سے متعلق آپ کی کتاب کو اہل علم کی طرف سے خوب پذیرائی ملی۔ حافظ ابن عماد الحسینی لکھتے ہیں: "سیرۃ النبی پر اس جیسی کوئی کتاب اس سے قبل نہیں ہے۔[25] قاضی عیاض رحمہ اللہ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ قرآنی آیات کو نقل کرنے کے بعد صحیح اور مشہور روایات ذکر کرتے ہیں۔[26] اسی طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے متعلق اور اسی طرح قصہ غرانیق سے متعلق تمام تر روایات کا احاطہ کرکے محدثین کی طرز پر راویوں کی ثقاہت اور راجح اور مرجوح کا اہتمام کیا ہے۔ اکثر اوقات احادیث کو محدثین کی طرح نہ صرف اسناد حدیث کو ذکر کرتے ہیں بلکہ حدیث کے مختلف طرق کو ذکر کرنے کے بعد اس پر تبصرہ بھی کرتے ہیں۔ احادیث کی صحت وضعف کے حوالے سے بھی بحث کرتے ہیں۔ مثلا، نبوت سے قبل انبیاء کی عصمت کے ذیل میں حضرت جابر رضی اللہ کی روایت ذکر کی ہے اور ساتھ میں تصریح کی ہے کہ یہ مجمع الزوائد کی روایت ہے جو کہ موضوع ہے۔ مختلف فیہ موضوعات میں متعلق احادیث ذکر کرنے کے بعد اہل علم کے اقوال اور دلائل ذکر کرتے ہیں اور آخر میں جو قول راجح کا تعین کرتے ہیں اور متعارض اقوال کی صورت میں عمدہ توجیہات کے ذریعے تعارض کو رفع کرتے ہیں۔ مثلا واقعہ معراج کے جسمانی اور روحانی ہونے کے حوالے سے طویل بحث کی ہے۔[27]

اردو سیرت نگاری میں محدثانہ اسلوب

اردو ادب میں سیرت کے حوالے سے کتابیں تو بہت لکھی گئی ہیں لیکن ان میں بعض ایسی ہیں جنھوں نے اپنی تصنیفات میں محدثانہ اسلوب کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ بعض ایسی کتابیں بھی ہیں جنہوں نے صرف معلومات کے جمع کرنے پر اکتفاء کیا ہے ۔ بعض تصنیفات تو حوالاجات سے بھی عاری ہیں۔ مقالے کے موضوع کو مد نظر رکھتے ہوئے چند کتب کے محدثانہ اسلوب کا جائزہ لیاگا۔

الرحیق المختوم

سیرت کے موضوع پر لکھی گئی اہم اور مستند کتابوں میں سے ایک مولانا صفی الرحمان المباکپوری کی کتاب " الرحیق المختوم " ہے۔ مولانا نے کتاب میں آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف مراحل کو بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔آپ نے واقعات سیرت میں کافی حدتک محدثانہ اسلوب کو اختیار کیا ہے۔آپ کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے نہایت اختصار کے ساتھ واقعات سیرت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔آپ نے جن مصادر کی طرف بکثرت رجوع کیا ہے اور ان پر اعتماد کیا ہے ان میں صحیح بخاری و مسلم، مسند احمد بن حنبلؒ، سنن بیہقی، امام حاکم کی متدرک، فتح الباری لابن حجرؒ، سیرت ابن ہشامؒ سرفہرست ہیں۔ مصادر کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ آپ نے کتاب میں محدثانہ منہج کو اپنایا ہے۔ مثال کے طور پر وحی کی ابتدائی تاریخ، دن اور مہینے کے حوالے سے سیرت نگاروں کے مابین کافی اختلاف دیکھنے کو ملتا ہے۔اس حوالے سے مولانا مبارکپوریؒ نے دیگر علماء کے اقوال ذکر کرنے کے بعد نہ صرف اپنی رائے ذکر کی ہے بلکہ اپنی رائے کی تاکید میں مختلف آیات قرآنیہ اور روایات مبارکہ کو بیان کیا ہے۔آپ نے محدثین کی طرز پر واقعات کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے نہ صرف مختلف روایات کے بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے بلکہ روایات کے مابین راجح و مرجوح کا تعین بھی کیا ہے۔ مزید یہ کہ کتب احادیث، شروح حدیث کے علاوہ کتب سیرت، تاریخ اور تفاسیر سے بھی دلائل ذکر کیۓ ہیں۔[28]

اصح السیر فی ہدی خیر البشر

مولانا عبد الرؤف قادری دانا پوریؒ کی تالیف ہے۔ مولانا دانا پوریؒ نے کتاب کے مقدمہ میں حدیث اور سیرت کے طرز و اسلوب کے حوالے سے بہترین گفتگو کی ہے آپ کی طرز کلام سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے سیرت کے حوالے سے محدثانہ اسلوب کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے واقعات کے حوالے سے مختلف روایت کے مختلف طرق کا احاط کیا ہے سند حدیث کی راویوں پر بھی محدثین کی آراء کی روشنی میں مدلل انداز میں گفتگو کی اس کے علاوہ آپ نے مختلف روایات کے مابین راجح و مرجوح کا تعین بھی کیا ہے۔دانا پوریؒ لکھتے ہیں کہ اصحاب سیرت اور حدیث دونوں کے کام میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں ان تین امور سے بحث کرتے ہیں :

رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا۔

آپ ﷺ نے کیا کام کیا۔

آپ ﷺ کے سامنے یا آپ کے زمانے میں کیا کام کیا گیا۔

دونوں کا بنیادی کام ایک ہے لیکن پھر بھی دونوں کے اسلوب و منہج میں فرق ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل حدیث کا بنیادی مقصد آپ ﷺ کے اقوال و افعال کی تحقیق کرنی ہوتی ہے کہ آپ کی طرف نسبت صحیح ہے یا غلط ہے اس بات پر تمام توجہ

مرکوز ہوتی ہے جبکہ سیرت نگار اس کام کے ساتھ ساتھ دوکام اور بھی کرتے ہیں ایک یہ وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ کام کب ایسا کیا یا کب ایسا کہا، دوسرے بات یہ کہ ایسا کہنے یا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ یعنی سیرت نگار ان اقوال وافعال کے اسباب وعلل کو بھی جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس فرق کی وجہ سے دو الگ الگ جماعتیں بن گئیں۔29 مولانا دانا پوریؒ نے اپنی کتاب میں شروع سے آخر تک محدثانہ اسلوب کو اختیار کیا ہے۔ آپ نے روایات کے حوالے سے احادیث کی بنیادی مصادر و مراجع پر دارومدار کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ رواۃ حدیث پر کلام کرتے وقت علماء علم الرجال کے اسلوب کو اپنایا ہے۔ مثال کے طور پر "نکاح محرم "کے حوالے سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے بارے میں روایت کو کتب ستہ وغیرہ کتابوں سے حوالہ دیا ہے اور اس حوالے سے امام محمدؒ کا قول بھی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں اہل علم کے ہاں اختلاف ہے آپ نے محرم کے مہینے میں نکاح کے جواز وعدم جواز کے حوالے سے صحابہ کرام اور اہل علم کے اقوال بھی ذکر کئے ہیں۔ اس حوالے سے ان کے دلائل بھی ذکر کئے ہیں۔ سند احادیث میں موجود راویوں پر جرح و تعدیل کے حوالے سے اہل علم کے اقوال بیان کئے ہیں۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ دونوں جانب صحیح روایات ہیں البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ کی روایت سند کے اعتبار سے راجح ہے لیکن دوسری طرف ہمارے فقہاء یہی کہتے ہیں کہ جس مسئلے میں جواز اور عدم جواز کے حوالے سے اختلاف ہو تو حکم عدم جواز پر ہوگا کیونکہ اسی میں احتیاط ہے۔[30]

سیرۃالمصطفیٰ:

اردو ادب میں سیرت کے حوالے سے بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن محدثانہ اسلوب کو اختیار کرنے والے چند حضرات میں سے ایک مولانا ادریس کاندھلویؒ بھی ہیں۔ مولانا ادریس کاندہلویؒ کی کتاب "سیرۃالمصطفیٰ" کا شمار کتب سیرت کی مقبول ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد سعد صدیقی صاحب کی تدوین وتخریج کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ مولانا ادریس کاندہلویؒ نے اپنی کتاب میں محدثانہ طرز واسلوب کو اختیار کیا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپ کا شمار وقت کے ممتاز محدثین اور نامور علماء ہوتا تھا آپ نے ایک محدث ہونے کی وجہ سے اپنی کتاب میں احادیث واثار صحابہ کثرت نقل کئے ہیں اور ضرورت کے مواقع پر روایات کی دیگر طرق کو بھی کیا ہے ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں راویوں کی جرح وتعدیل بھی بیان کی ہے۔ آپ نے بعض جگہ پر متن میں اور بعض مقامات پر حواشی میں روایات کے اختلاف کو بھی واضح کیا ہے۔ بیت المقدس میں آپ ﷺ کے نزول کے حوالے سے تفصیلات ذکر کرتے ہوئے صحیح مسلم کی روایت ذکر کی ہے۔ روایت کے متن کے درمیان میں چند الفاظ قوسین میں دئے گئے ہیں اور ساتھ میں حاشیہ میں واضح کردیا ہے کہ قوسین کے مابین عبارت امام مسلم کی نہیں ہے۔[31]

ابتدائی وحی، نزول وحی، معراج جیسے واقعات میں آپ نے بہت ہی تفصیلی گفتگو کی ہے جس میں آپ نے محدثانہ اسلوب کی تمام تر خصوصیات اور ممیّزات کو مدنظر رکھا ہے۔[32]

نتائج اور سفارشات

سیرت نگاری میں مؤرخانہ، فلسفیانہ اور صوفیانہ وغیرہ منہج واسلوب کے ساتھ محدثانہ منہج واسلوب کو بھی اپنایا گیا ہے۔

سیرت طیبہ کو احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

سیرت نگاری میں دیگر زبانوں کی طرح اردو ادب میں بھی کئی سیرت نگاروں نے محدثانہ منہج و اسلوب کو اختیار کیا ہے۔

روایات کے حوالے سے احادیث کی بنیادی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

سیرت کے حوالے سے متعارض روایات میں تطبیق کی کوشش کی گئی ہے۔

رواۃ حدیث پر جرح و تعدیل کے حوالے سے ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں جامع تبصرہ کیا گیا ہے۔

مذکورہ کتابوں میں مؤلفین کی صحیح احادیث کو ذکر کرنے کی بھرپور کوشش کے باوجود بھی صحیح روایات کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر ضعیف روایات بھی ملتے ہیں جن کی ضعف کو واضح کیا گیا ہے۔

سیرت نگاری کے میدان میں محدثانہ منہج و اسلوب کو اپنا کر جدید انداز میں کتابیں تصنیف کرنے کی ضرورت ہے۔

محدثانہ منہج و اسلوب کو مدنظر رکھتے ہوئے سیرت النبی اور سیرت خلفائے راشدین سے متعلق مختلف موضوعات سے متعلق تحقیقی مقالاجات لکھنے کی بھی ضرورت ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] سورہ الحجرات، آیت، 6۔

Surah al-Hujurat, Ayat no, 6.

[2] شبلی نعمانی، سیرت النبی، مکتبہ اسلامیہ، ج، 1، ص، 39۔

Shibli Nomani, Seerat a- Nabi, Maktaba Islmai, jild,1, Safha, 39.

[3] شبلی نعمانی، سیرت النبی، ج، 1، ص، 50، 68، 74۔

Shibli Nomani, Seerat a- Nabi, jild, 1, Safha, 50, 68.

[4] کوثر نیازی، جنہیں میں نے دیکھا، لاہور، جنگ پبلشر، صفحہ، 45۔

Kavsar Niazi, jinhe mey na daka, Lahoor, Jang publisher.

[5] ابن الجوزی، عبدالرحمان، الوفا باحوال المصطفی، ج، 1، ص، 1۔ ریاض، المؤسسۃ السعدیۃ۔

Ibn al-Javzi, Abdurrahman, al-Wafa be ahwalil Mustafa, jild,1, Safha, 1, Riyaz.

[6]امام بلاذری، احمد بن یحیٰ، انساب الاشراف، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2011، ج، 1، ص، 199۔

Imam Balazari, Ansabul Ashraf, Darul kutub al-ilmiya, Beyrut, 2011.

[7]امام بلاذری، انساب الاشراف، ج، 1، ص، 104، 105۔

Imam Balazari, Ansabul Ashraf, J, 1, S. 104-105.

[8]ابن الجوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، ج، 2، ص، 279۔

Ibn al-Javzi, Abdurrahman, al-Wafa be ahwalil Mustafa, jild, 2, S.279.

[9]امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث، 3982، کتاب الرقاق، رقم الحدیث، 6550۔

Imam Bukhari, Sahih Bukhari, Kitab al-Magazi, raqmul Hadees, 3982.

[10]امام بلاذری، انساب الاشراف، ج، 6، ص، 247۔

Imam Balazari, Ansabul Ashraf, J, 6, S. 247.

[11]مقدمہ ابن الصلاح، ص، 143۔

Mukaddema Ibnu Salah, S. 143.

[12]روایات کے لئے دیکھیں: صحیح بخاری، رقم الحدیث، 5707، 5757، 5771، صحیح مسلم، رقم الحدیث، 2221۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، 3543۔

[13]صحیح بخاری، رقم الحدیث، 104

Sahih Bukhari, Raqmul Hadees, 104.

[14]ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت، ج، 2، ص، 333، صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، رقم الحدیث، 03۔

Ibn Kaseer, Al-Bidaya wal-Nihaya, Maktaba al-Maarif, Beyrut, J.2. S. 333.

[15]ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج، 2، ص، 351۔

Ibn Kaseer, Al-Bidaya wal-Nihaya, J.2, S. 351.

[16]امام ترمذی، سنن ترمذی، رقم الحدیث، 257۔

Imam Tirmizi, Sunen at-Tirmizi, raqmul Hadees, 257.

[17]امام ترمذی، سنن ترمذی، رقم الحدیث، 2505۔

Imam Tirmizi, Sunen at-Tirmizi, raqmul Hadees,2505.

[18]امام ترمذی، سنن ترمذی، رقم الحدیث، 1859۔

Imam Tirmizi, Sunen at-Tirmizi, raqmul Hadees, 1859.

[19] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج،4، ص،394۔

Ibn Kaseer, Al-Bidaya wal-Nihaya, J.4, S. 394.

[20] ابن حجر، الدر الکامنۃ فی اعیان المئۃ الثامنۃ، مجلس دائرۃ المعارف،، حیدر آباد، 1972۔

Ibn Hajar, ad-Durar al-kamea fi aayanil al-mea al-samenaa, Majlis Dayerut al-marif, 1972.

[21] ابن الجوزی، الوفا باحوال المصطفی، ج،2، ص، 281۔

Ibn al-Javzi, Abdurrahman, al-Wafa be ahwalil Mustafa, jild, 2, S.281

[22] ابن القیم، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ج،۱، ص،109-111۔

Ibni Qaum, Zadul Ma'adfe Hadi Khair el Ibad, Muaassa tu Risala, Birut, Jild:1, Page:109- 111

[23] ابن القیم، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ج،۱، ص،115۔

Ibni Qaum, Zadul Ma'adfe Hadi Khair el Ibad, jild:1, Page: 115

[24] ابن القیم، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، ج،۱، ص،115۔

Ibni Qaum, Zadul Ma'adfe Hadi Khair el Ibad, jild:1, Page: 115

[25] ابن العماد، شذرات الذہب، ج،7، ص،226.

Ibn ul Imad, Shazratuzahab, Jild:7, Page: 226

[26] قاضی عیاض، کتاب الشفاء، ج،۱، ص،629.

Qazi Ayaz, Kitabu shafa, Jild 1, Page: 629

[27] قاضی عیاض، الشفاء، ج،1، ص، 237-342.

Qazi Ayaz, Kitabu shafa, Jild 1, Page: 629

[28] المبارکپوری، مولانا صفی الرحمان، الرحیق المختوم، دار احیاء التراث، بیروت، 1978، ص،96-103۔

Al-Mubarakfuri, Mawlana Safi ur Rahman, al-Raheeq ul Mahtum, Beyrut, 1978, S. 96-103.

[29] داناپوری، مولانا عبدالرؤف، اصح السیر فی ہدی خیر البشر، ادارہ اسلامیات، مقدمہ، ص،08۔

Danafuri, Mawlana Abdul Rauf, Asah us Siyer fi Hadye hayril Bashar, Muqadema, S.8.

[30] داناپوری ,مولاناعبدالرؤف،اصح السیر فی ہدی خیر البشر،225-230۔

Danafuri, Mawlana Abdul Rauf, Asah us Siyer fi Hadye hayril Bashar, S. 225-230.

[31] کاندہلوی,مولاناادریس،سیرۃ المصطفی،کتب خانہ مظہری،کراچی،ج،1،ص،317۔

Kandehlawi, Mawlana Idrees, Seerat-e-Mustafa, Kutub hana Mazhari, Karachi, J.1. S.317.

[32] کاندہلوی,مولاناادریس،سیرۃ المصطفی،ج،1،ص،157- 166۔

Kandehlawi, Mawlana Idrees, Seerat-e-Mustafa, Kutub hana Mazhari, Karachi, J.1. S.157-166.